سوال

(295) جبراً طلاق نامہ لکھواکر دستخط کرانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کو اس کی منکوحہ کے رشتہ داروں نے مار کر جبراً طلاق نامہ لکھواکر دستخط کرائے۔ کیا یہ طلاق جائز ہے۔؟ (عزیز الدین پٹھانکوٹ ضلع گرداسپور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جبریہ طلاق جائز نہیں۔ لا اکراہ فی الدین لیکن جبر کا ثبوت ہونا چاہیے۔ (اہلحدیث 10 جولائی 1931ء)

شرفیہ

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس کے آگے ہے۔ قد تبین الرشد من الغی یعنی اکراہ کی ضرورت نہیں۔ دلائل صحیحہ نہ براہٖن قطعیہ کافی ہیں۔ اور اگر خبر بمعنی انشاء بھی ہو۔ تو بھی نہی عن الشئی اس کے عدم کو مستلزم نہیں قتل مسلم معصوم وزنا ممنوع ہیں۔ مگر کرنے سے جرم ثابت ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی کسی مسلم سے بجبر واکراہ کسی مسلم معصوم کو قتل کرائے۔ ایک بھی نہیں بلکہ صدہا کو ایسے بار بار زنا کراکے یا مسلمانوں کے اموال لٹوائے۔ تو سلف صالحین سے بلکہ تمام ہی آئمہ محدثین سے وفقہاء سے کوئی بھی اس کا قائل ثابت نہیں ہوا کہ اکراہ میں اختیار باقی رہتا ہے۔ جب اختیار باقی رہتا ہے۔ تو پھر اور امور طلاق وغیرہ میں بھی واقع ہوجائیں گے۔ اور

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَـٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
٢١٧ سورة البقرة

اس سے ثابت ہوا کہ اکراہ سے کفر ثابت ہوگا۔ پھر اگر قبل توبہ مر گیا۔ تو دائمی دوزخی ہوگا۔ پس طلاق بطریق اولیٰ ثابت ہوگی۔ اور الا من اکرہ سے استدلال صحیح نہیں۔ اس کی تفصیل وتفسیر میری کتاب الاکراہ میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اور صحیح بخاری ار صحیح مسلم میں ہے کہ ایک جنگ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر پر حملہ کیا تو اس نے آڑ میں ہوکر کلمہ شہادت پڑھا کہ میں مسلم ہوگیا ہوں۔ مگر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ بار بار فرماتے کہ تو نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کے بعد قتل کیا بہت ناراض ہوئے فرمایا قیامت میں تو اس کا کیا جواب دے گا۔ (مشکوۃ ص 299 جلد 2) اس سے بھی ثابت ہوا کہ اکراہ میں اختیار باقی رہتا ہے۔ اور فعل مکرہ یا قول کا اعتبار ہے۔ پس طلاق واقع ہوجائے گی۔ ہاں سلف کا اس میں اختلاف ضرور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ وغیرہ اورتابعین رحمۃ اللہ علیہ سے عدم وقوع منقول ہے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اورابوجلابہ رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور شریح رحمۃ اللہ علیہ سے جواز منقول ہے۔ بلکہ ایک مرفوع روایت بھی ہے۔ مگر صحیح نہیں۔ لیکن اولہ مذکورہ بالا سے اس کی تایئد ہوتی ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ آثار تلخیص الجبیر الدرایہ تخریج ہدایہ نیل الاوطار وغیرہ میں ہے۔ (ابو سعید شرف الدین)

یاددہانی

پرچہ اہلحدیث مورخہ 13 جولائی 24 سوال نمبر 176 کے ضمن میں سائل دریافت کرتا ہے۔ کہ شادی والے شخص کا پورا ایمان ہے۔ اور بغیر شادی والے شخص کا آدھا ایمان یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ فاضل ایڈیٹر نے فرمایا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں یہ حدیث نہیں پڑھی۔ الخ۔ واقعی ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں۔ گو اکثر زبان ذد خلق ہے البتہ حدیث میں یوں تو وارد ہوا ہے۔ مرفوعاً حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الایمان فلیتق فی نصف الباقی اخرجہ الامام احمد فی مسندہ من حدیث انس رضی اللہ عنہ وطبرانی فی الاوسط ایضا عنہ کما فی کنز العمال ص ۲۳۷ ج ۸ وایضا البیقی فی شعب الایمان من حدیث کما فی الفصل الثالث من مشکواۃ المصابیح والترغیب المنذري ص ٦٨ جلد ٣)

یعنی ''بندہ جس وقت نکاح کرتا ہے۔ تو اس کا ایمان آدھا پورا ہوجاتا ہے۔ اب اسے چاہیے کہ باقی آدھے میں خدا سے ڈرتا رہے۔''

یہ حدیثیں امام منذری کے نزدیک صحیح حسن سے توکم نہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 300

محدث فتویٰ